علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ
اور ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کا اُسلوبِ تالیف

مولانا محمد انس
متعلم تخصصِ علومِ حدیث

علمِ حدیث اور علمِ رجال سے ادنیٰ سے تعلق کے حامل پر علامہ ذہبیؒ کا مقام ومرتبہ، اور علمِ رجال میں آپؒ کی مہارتِ تامہ مخفی نہیں ہے، آپؒ کی علمِ حدیث و دیگر علمی موضوعات کی تصانیف مشہور ومعروف ہیں، اور آپؒ کی ہر ایک کتاب کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

آپؒ کی ان تالیفات میں سے ایک اہم تالیفِ لطیف اور فنِ اَسماء الرجال سے متعلق ''تذکرۃ الحفاظ'' کے اسلوب ومنہج اور اس کے خصائص کا بیان آنے والی سطور میں قلم وقرطاس کے سپرد کیا جارہا ہے۔

مصنف کے احوالِ زندگی

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م:۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''آپ کا نام ''محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز بن عبد اللہ''، کنیت: ''ابوعبد اللہ''، لقب ''الذہبی'' ہے۔ ولادت ۳/ربیع الاول ۶۷۳ھ میں ہوئی، پیدائش اور وفات دمشق میں ہوئی، علم کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا، وفات سے چند سال قبل آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوئے، سیکڑوں تصانیف آپ کے قلم سے منصۂ شہود پر آئی ہیں۔''(۱)

ابنِ ذہبی یا ذہبی؟

اس حوالہ سے دونوں طرح کے اقوال ہیں:

۱-ابنِ ذہبی ہے؛ اس لیے کہ ''ذہبی'' آپ کے والد کا لقب تھا؛ کیونکہ وہ پسے ہوئے سونے کے پیشہ سے وابستہ تھے، تو ان کا لقب ''ذہبی'' (یعنی سونے کی صنعت سے منسلک آدمی) پڑ گیا، اور والد کی طرف نسبت

کی وجہ سے آپؒ کو ’’ابنِ ذہبی‘‘ کہا جاتا ہے، چنانچہ آپ کی اپنی کچھ کتابوں پر لکھی ہوئی تحریروں میں یہی رقم ہے۔

۲-ابتدا میں آپ بھی والد کے ساتھ اسی سلسلۂ تجارت سے منسلک تھے، بعد میں اُسے ترک کر دیا، اسی وجہ سے آپ کو بھی اس لقب کے ساتھ ملقب کیا گیا، اور آپ کے معاصرین وتلامذہ مثلاً علامہ تاج الدین سبکیؒ (م:۷۷۱ھ) اور عماد الدین ابن کثیر دمشقیؒ (م:۷۷۴ھ) نے ’’ابن ذہبی‘‘ تحریر کیا ہے۔ (۲)

حصولِ علم اور علمی اسفار

علامہ شوکانیؒ (م:۱۲۵۰ھ) آپؒ کے علمی اسفار کے بارے میں رقم طراز ہیں:

’’علامہ ذہبیؒ نے علمی سفر کا آغاز (۶۹۰ھ) کے بعد کیا، اولاً علامہ ابن عساکر دمشقیؒ سے خوب استفادہ کیا، پھر قاہرہ کی طرف کوچ کیا، اور وہاں کے مشائخ (خصوصاً) علامہ دمیاطی، ابن الصواف کی خدمت میں رہ کر اپنی علمی پیاس بجھائی، نیز تقریباً تیس (۳۰) شہروں کی طرف سفر کرنے کے بعد فنِ حدیث میں خوب مہارت حاصل کی، اور ڈھیر ساری کتابیں صرف اس فن میں تالیف فرمائیں۔‘‘ (۳)

مشہور اساتذہ ومشائخ

’’آپؒ کے معروف اساتذہ میں علمِ رجال کے ماہر علامہ مِزیؒ (م:۷۴۲ھ)، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۷ھ)، اور ابو محمد القاسم بن محمد البرزلیؒ (م:۷۳۹ھ) جیسی نابغۂ روزگار شخصیات شامل ہیں۔‘‘ (۴)

حافظ ذہبیؒ اور علامہ ابن تیمیہؒ

حافظ ذہبیؒ کو اپنے شیوخ میں سب سے زیادہ قلبی لگاؤ اور محبت ’’علامہ ابن تیمیہؒ‘‘ سے تھی، اور انہی سے سب سے زیادہ متاثر دکھائی دیے، جبکہ حافظ نے آپؒ کو ’’الشیخ، الإمام، العلامة، الناقد، الفقیه، المجتهد، المفسر، البارع، شیخ الإسلام، علم الزهاد، نادرة العصر‘‘ جیسے بلند القابات سے نوازا، حتیٰ کہ غایتِ عقیدت میں یہاں تک کہہ دیا:

’’وهو أكبر من أن ينبّه مثلي على نعوته، فلو حُلِّفتُ بين الركن والمقام لحلفت أني ما رأيتُ بعينيَّ مثلهٗ، ولا والله ما رأىٰ مثلَ نفسه.‘‘ (۵)

’’آپ کا مقام اس سے بلند ہے کہ مجھ جیسا شخص ان کے اوصاف بیان کرے، اگر میں مقامِ

ابراہیم اور رکنِ یمانی کے درمیان قسم اٹھاؤں تو کہہ سکتا ہوں کہ بخدا میں نے اپنی آنکھوں سے آپ جیسی شخصیت نہیں دیکھی اور قسم اللہ کی نہ آپؒ نے علم میں اپنا مثل دیکھا۔‘‘

وفات

آپ کو انتقال سے چار سال پہلے آشوبِ چشم کا مرض لاحق ہوگیا تھا، جس کی وجہ سے بینائی سے محروم ہوئے، اور وفات تک اسی حالت میں رہے، اس دوران اگر کوئی علاج کا مشورہ دیتا، اس پر غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے:

’’إنما أنا أعرف بنفسي، لأنني ما زال بصري ينقص قليلا قليلا إلى أن تكامل عدمهٗ.‘‘

’’مجھے اپنی حالت کا زیادہ علم ہے، میری بصارت آہستہ آہستہ جاتی رہی، حتیٰ کہ اب مکمل ختم ہوگئی۔‘‘

بالآخر شب دوشنبہ، ۳/ذی القعدہ، سن ۷۴۸ھ کو علم وعمل کا یہ ماہتاب وآفتاب غروب ہوگیا، رحمہ اللہُ رحمةً واسعةً.(۶)

تصنیفات وتالیفات

اگرچہ آپ کو تقریباً تمام علوم وفنون پر کامل دسترس تھی، لیکن تصنیف کے لیے آپ نے علمِ حدیث کے میدان کا چناؤ کیا، اور فنِ جرح وتعدیل، مصطلحاتِ حدیث، اسماء الرجال، عقائد، علمِ فقہ، تراجم، اور فنِ تاریخ میں عاشقانِ علم کے رُوبرُو بیش بہا تصنیفات پیش کیں۔ ذیل میں آپ کی کتبِ مؤلفہ میں سے چند ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے: ’’سیر أعلام النبلاء (۲۵ جلدیں)، تاریخ الإسلام ووفيات مشاهير الأعلام، تذكرة الحفاظ، الموقظة في علم مصطلح الحديث، العذب السلسل في الحديث المسلسل، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، العبر في خبر من غبر‘‘ ائمہ اربعہ متبوعینؒ نیز ائمہ احناف میں سے صاحبینؒ کے تراجم پر مشتمل تصانیف سمیت سینکڑوں کتابیں شامل ہیں، جن کی تعداد تقریباً ۲۱۵ ہے۔

تالیفات وتصنیفات کے ناموں کی مکمل فہرست موضوعات کی ترتیب پر شیخ بشار عواد معروف حفظہ اللہ نے ’’مقدمة سير أعلام النبلاء‘‘ اور شیخ ابو ہاجر محمد السعید نے ’’مقدمة العبر في خبر من غبر‘‘ میں جمع کردی ہے۔ نیز مطبوع اور غیر مطبوع کی وضاحت بھی شامل کی ہے۔

’’تذكرة الحفاظ‘‘ ایک علمی شاہکار

آپ نے جن کتابوں کی تالیف میں اہلِ علم سے اپنا لوہا منوایا، ان میں سے ’’تذكرة الحفاظ‘‘ جیسی کتاب کی تالیف کا سہرا بھی آپ کے سر ہے، جسے آپ کے بلند علمی مقام اور اس میں تحقیقی مزاج کے باعث اہلِ علم کے حلقوں میں خوب پذیرائی ملی۔

کتاب کا نام

اربابِ قلم اور علمی حلقوں میں اس کتاب کی شہرت ’’تذكرة الحفاظ‘‘ اور ’’طبقات الحفاظ‘‘ دونوں ناموں سے ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے ’’طبقات الحفاظ‘‘ میں، اور علامہ کتانیؒ (۱۳۴۵ھ) نے ’’الرسالة المستطرفة‘‘ میں کتبِ طبقات کی بحث میں اس کا نام ’’طبقات الحفاظ‘‘ ذکر کیا۔

اور شیخ بشار عواد حفظہ اللہ نے ’’سير أعلام النبلاء‘‘ کے مقدمہ میں، نیز ’’الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة‘‘ کے مقدمہ میں فہرستِ تصانیف کے بیان میں ’’لجنة العلماء‘‘ نے اسے ’’تذكرة الحفاظ‘‘ کے نام سے موسوم کیا۔

کتاب کے مطبوعہ نسخے

کتاب کا ایک نسخہ وہ ہے جسے ہندوستان میں ’’دائرة المعارف العثمانية‘‘ (دکن) نے ۱۳۳۳ھ میں طبع کیا، اس کا ایک مصور ’’حرم مکی‘‘ میں موجود اصل نسخہ سے تصحیح شدہ ایڈیشن بیروت میں ’’دار إحياء التراث العربي‘‘ سے ۱۳۷۶ھ میں طبع ہے، اور چاروں جلدوں کو دو جلدوں میں ضم کر کے شائع کیا گیا۔ علاوہ ازیں ’’دار الكتب العلمية‘‘ بیروت سے بھی اس کا ایڈیشن ہے، جس کے سرورق پر اس بات کی وضاحت شامل کی گئی ہے کہ ’’اس نسخہ کی تصحیح حرمِ مکی میں موجود اصل نسخہ سے کی گئی ہے۔‘‘ نیز ایک ایڈیشن ’’دار الكتب العلمية‘‘ کی طرف سے شیخ زکریا عمیرات کے حواشی کے ساتھ پانچ جلدوں میں ہے، اور اس کی پہلی طباعت کا سن ۱۴۱۹ھ ہے، نیز اس میں اس پر تینوں ’’ذیول‘‘ بھی شامل کیے گئے ہیں، البتہ اس ایڈیشن میں کافی اغلاط ہیں۔ ’’دار الكتب العلمية‘‘ ہی کے ’’دائرة المعارف‘‘ سے مصور ایک ایڈیشن پر شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی کی تحقیق بھی شامل ہے۔

کتاب کی خدمات

اس کتاب پر تین حضرات کے ذیول مطبوعہ شکل میں ہیں:

۱- سب سے پہلے آپؒ کے تلمیذ حافظ ابوالمحاسن الحسینی الدمشقیؒ (۷۶۵ھ) نے ’’ذیل تذکرة

الحفاظ'' کے نام سے اس کا ذیل پیش کیا ہے۔

۲-دوسرا ذیل ''لحظ الألحاظ بذيل طبقات الحفاظ'' کے نام سے محمد بن فہد مکیؒ (م:۸۷۱ھ) نے لکھا ہے۔

۳-نیز ''علامہ سیوطیؒ'' نے بھی ''طبقات الحفاظ'' کے نام سے اس پر ذیل اور تلخیص پیش کی، البتہ علامہ سیوطیؒ نے تین طبقات میں مزید حفاظ کا تذکرہ بھی شامل کیا، چنانچہ اس میں طبقات کی تعداد ۲۴ ہے۔

علامہ سیوطیؒ کی یہ کتاب ''وِستِنفلد غونجی'' (مستشرق) کی تحقیق سے مزین ہوکر ۱۲۷۷ھ میں طبع ہوئی ہے، نیز بیروت سے بھی مطبوع ہے۔

آخر الذکر دونوں ذیول پر ''شیخ محمود سعید ممدوح'' نے ''تزيين الألفاظ بتتميم ذيول تذكرة الحفاظ'' کے نام سے تتمہ پیش کیا، اور خطبۂ کتاب کے بعد اس مقصد کی صراحت مذکور ہے، البتہ تراجم کے آغاز سے پہلے کچھ فصول قائم کر کے مفید مباحث شامل کیے ہیں، جو قابلِ مطالعہ ہیں۔

یہ تینوں ''ذیول'' یکجا مکتبہ ''ابن تیمیہ'' سے بھی طبع شدہ ہیں۔

اسی طرح ان تینوں کو ''علامہ کوثریؒ'' (۱۳۷۷ھ) نے بھی اپنی مفید تعلیقات کے ساتھ جمع کر کے ایک جلد میں شائع کرایا ہے۔

''علامہ کوثریؒ'' کی ان تعلیقات اور طبع کردہ ''ذیول'' پر شیخ احمد رافع الحسینی نے ''التنبيه والإيقاظ لما في ذيول تذكرة الحفاظ'' کے نام سے ۱۶۶ صفحات پر ایک کتاب لکھی، اس میں انہوں نے اس نسخہ، اور اس پر لکھی گئی تعلیقات کی مزید توضیح اور اصلاح کی، اور یہ ''دار إحياء التراث العربي'' سے ان تینوں ''ذیول'' کے ساتھ آخر میں شامل اور ملحق ہے، جبکہ اس کے پہلے صفحہ کے حاشیہ میں علامہ کوثریؒ نے مصنفؒ کے لیے تشکر آمیز کلمات بھی نقل کیے ہیں۔ مصنف کا اُسلوب یہ ہے کہ ہر ایک ذیل کو عنوان کی شکل دے کر سطر نمبر اور صفحہ نمبر رقم کرنے کے بعد اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

مقصدِ تالیف

آپ خود مقدمہ میں حمد وصلاۃ کے بعد کتاب کے لکھنے کا بنیادی مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''هٰذه تذكرة بأسماء معدّلي حملة العلم النبويّ ومن يرجع إلى اجتهادهم في التوثيق والتضعيف، والتصحيح والتزييف.''

ترجمہ: ''یہ مجموعہ حاملینِ علمِ نبوی -صلی اللہ علیہ وسلم- کی عدالت بیان کرنے والوں کے ناموں پر مشتمل ہے، جن کی طرف راوی کی توثیق وتضعیف، اور حدیث کے کھرے اور کھوٹے پن میں رجوع کیا جاتا ہو۔''

علامہ محمد عبدالرشید نعمانیؒ (م: ۱۴۲۰ھ) حافظ ذہبیؒ کے اس جملہ کو نقل کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

''حافظ موصوف نے تمام کتاب میں اس اصول کو ملحوظ رکھا ہے اور کسی ایسے شخص کا ترجمہ نہیں لکھا، جو حدیث میں حافظ شمار نہ کیا جاتا ہو (اگرچہ دوسرے علوم میں امام تسلیم کیے جاتے ہوں، مثلاً: ابو محمد عبداللہ بن قتیبہ)، اسی طرح ان لوگوں کا تذکرہ بھی اس کتاب میں نہیں لکھا، جو اگرچہ حدیث میں حافظ تھے، مگر (اکثر-از ناقل) محدثین کے نزدیک ''متروك الرواية'' خیال کیے جاتے تھے، مثلاً: ہشام بن محمد کلبی اور علامہ واقدی۔''(۷)

کتاب کا اسلوب و منہج

حافظ ذہبیؒ نے اس کتاب میں تراجم محدثینِ حفاظ کو طبقات کی صورت میں پیش کیا۔

لفظِ ''طبقات'' کا مفہوم

لفظ طبقات ''طبقة'' کی جمع ہے، اور اس کا معنی لغت میں ہے:

''نسل در نسل، ایسے لوگ جو عمر اور زمانہ، یا مرتبہ اور حالت میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں۔''(۸)

علامہ سیوطیؒ (م: ۹۱۱ھ) ''تدريب الراوي'' میں لکھتے ہیں:

''الطبقة في اللغة: القوم المتشابهون، وفي الاصطلاح: قوم تقاربوا في السن والإسناد أو في الإسناد فقط، بأن يكون شيوخ هٰذا هم شيوخ الآخر أو يقاربوا شيوخهٗ.''(۹)

''طبقہ، لغت میں ''ایک جیسے لوگوں'' کو کہا جاتا ہے، اور اصطلاح میں اس کا اطلاق ایسی قوم پر ہوتا ہے جو عمر اور سند یا صرف سند میں ایک دوسرے کے متقارب ہوں کہ ایک کے شیوخ دوسرے کے شیوخ ہوں یا اس کے شیوخ کے قریب قریب ہوں۔''

طبقہ کی تحدید و تعیین

کیا طبقہ کے لیے کوئی تحدید اور تعیین ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ دو طبقات کے مابین حدِ فاصل قائم کرنا مشکل امر ہے، کیونکہ طبقات پر لکھنے والوں نے کسی مخصوص سن کا لحاظ نہیں رکھا۔ (مزید تفصیل کے لیے اصل مرجع ملاحظہ ہو)۔(۱۰)

لفظِ ''حافظ'' کی مراد

''علامہ سیوطیؒ'' (م: ۹۱۱ھ) نے ''تدريب الراوي'' شرح ''تقريب النواوي''(۱۱) میں

اس لفظ کے ضمن میں نہایت بسط سے کام لیا، اور مختلف اقوال نقل کیے ہیں، ان سب کا لبِ لباب علامہ ظفر احمد عثمانیؒ (۱۳۹۶ھ) کی ''أحاديث الأحكام'' پر بلند پایہ کتاب ''إعلاء السنن'' کے مقدمہ میں موجود ہے، ملاحظہ فرمایئے:

''محدّث اسے کہتے ہیں جو اِثباتِ حدیث کے تمام طرق کا علم رکھے، اور اس کے رواۃ کی جرح وتعدیل کی معرفت حاصل کرے، نیز صرف سماع پر انحصار نہ کرتا ہو۔ اگر وہ مزید ترقی کرے، حتیٰ کہ اپنے شیوخ، اور طبقہ وار اپنے مشائخ کے بھی شیوخ، یہاں تک کہ اتنے رواۃِ حدیث کا اسے علم ہوجائے جو تعداد میں دیگر نامعلوم راویانِ حدیث سے زیادہ ہوں، تو اسے ''حافظ'' کہا جائے گا۔''(۱۲)

اسی طرح شیخ عبد الفتاح ابوغدہؒ نے اس مقام پر حاشیہ قلمبند کیا، ملاحظہ کیجیے:

''صحیح بات یہ ہے کہ اس کا دارومدار ہر زمانہ کے اعتبار سے اس کے اہل پر چھوڑ دیا جائے، پس ''حافظ'' وہ ہے جو کسی حدیث کو سن کر یہ فیصلہ کرسکتا ہو کہ یہ حدیث صحاح کی کتب میں سے ہے یا نہیں اور اسے ہزار یا اس سے زیادہ احادیث بالمعنی حفظ ہوں۔''

آگے ''شیخ عبد الفتاحؒ'' اسی قول پر اپنے شیخ ''علامہ محمد زاہد الکوثریؒ'' (۱۳۷۷ھ) کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

''شیخ ظفر (احمد) عثمانیؒ کے اس قول کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ''ایک دفعہ میں نے اپنے شیخ علامہ کوثریؒ سے ''حافظ، حجة ''اور ''حاکم'' کی تعریفات کے مآخذ اور مستندات کا پوچھا، تو آپؒ نے جواب میں فرمایا: ''یہ بعد والوں کی اصطلاح ہے، جو سلف سے منقول نہیں۔''

بلکہ علامہ ذہبیؒ نے اپنی تالیف ''تذكرة الحفاظ'' میں بعض ان صحابہؓ کا بھی ذکر کیا، جو ان تعریفات کی رو سے ان احادیث کا دسواں حصہ بھی روایت نہیں کرتے، جتنی احادیث کی تعداد حافظ، حجۃ، اور حاکم کی تعریفات میں بیان کی جاتی ہے۔'' (ایضاً، از حاشیہ)

''السراج المنير في ألقاب المحدثين'' میں لفظ ''حافظ'' کے حوالہ سے بہترین بحث لکھی گئی ہے، چنانچہ اس کی اصطلاحی تعریف کے تحت لکھا ہے:

''سلف کے نزدیک ''محدّث'' اور ''حافظ'' کا ایک معنی ہے، نیز ان حضرات نے ہر دو کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا، نیز ایک کی تعریف کا اطلاق دوسرے پر کرتے ہیں۔ البتہ بعد میں آنے والوں نے اس میں فرق کیا اور ''حافظ'' کا مرتبہ ''محدث'' سے مافوق اور ''حجة'' سے نیچے رکھا، البتہ اس پر اتفاق کے باوجود ''حافظ'' کی تعریف میں مختلف تعبیرات استعمال

کی گئی ہیں۔‘‘(۱۳)

کتاب ہٰذا میں درج تراجم کی تعداد

’’حافظ ذہبیؒ نے کتاب کے اکیس طبقات میں کل ۱۱۷۶/حفاظ کے احوال پیش کیے ہیں۔‘‘

کیا حافظ ذہبیؒ نے سب حفاظ کا احاطہ کرلیا ہے؟

ہرگز نہیں، بلکہ خود آپؒ نے تراجم کے اختتام کے بعد صراحت کے ساتھ لکھا ہے: ’’یہاں تک ہماری کتاب ’’تذكرة الحفاظ‘‘ کا اختتام ہوگیا، اور ممکن ہے کہ غفلت اور نسیان کی وجہ سے بہت سے ان لوگوں کا ذکر چھوٹ گیا ہے، جو ان حفاظ کے علم وحفظ کے مرتبہ میں ان کے مساوی ہیں۔‘‘

تراجم میں حافظ ذہبیؒ کا اُسلوب

حافظ ذہبیؒ نے مندرجہ ذیل وجوہ سے حفاظ کی ترتیب اختیار کی اور ان کے مناقب اور اوصاف وکمالات ذکر کیے ہیں:

۱-کل ۲۱/طبقات کے ہر ہر طبقہ میں ذکر کردہ حفاظِ حدیث کی تعداد بالترتیب درج ذیل ہے:

۷، ۱۵، ۱۲، ۲۶، ۲۵، ۱۸، ۴۶، ۳۱، ۴۷، ۷۹، ۷۷، ۱۱۷، ۱۰۶، ۱۳۰، ۱۰۶، ۸۱، ۷۸، ۵۸، ۳۰، ۴۲، ۲۳۔

نوٹ: یہ تعداد اور ترتیبِ طبقات، تذكرة الحفاظ مطبوعہ ’’دار إحياء التراث العربي بیروت‘‘ سے ماخوذ ہے، جو دو جلدوں میں ہیں، اور ہر جلد دو حصوں پر ہے۔

۲-سب سے پہلے صحابہ کرامؓ کا طبقہ رکھا، جس میں ۲۳ صحابہ کرام-رضی اللہ عنہم- کے تراجم پر روشنی ڈالی، ان میں خلفاء اربعہؓ کو مقدم رکھا، اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ (۳۲ھ) ودیگر حفاظ صحابہؓ۔ علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ کے طبقہ میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء کا ذکر بھی شامل کردیا، جن کی حدیث کی صحیح کتب میں مرویات ہیں، (اگرچہ ان کا حفاظ میں شمار نہ ہو) بلکہ انہی میں سے راویات کے ناموں کا بیان بھی ملحق ہے۔

۳-سب سے آخر میں اپنے محبوب استاد علامہ مزیؒ کا ترجمہ درج کیا، اور ان کے لیے عظیم القابات ذکر کیے، ان کا علمی مرتبہ اور مقام قارئین کی خدمت میں پیش کیا۔

۴-ان سے قبل اپنے دوسرے محبوب استاذ علامہ ابن تیمیہؒ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے ان کے کمالاتِ علمیہ کو ذکر کیا، البتہ عالی القابات سے نوازنے کے بعد آپؒ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار بھی کیا، چنانچہ ملاحظہ ہوں:

’’علامہ ابن تیمیہؒ کچھ فتاویٰ اور آراء میں دیگر جمہور اہلِ علم سے متفق نہیں، البتہ ایسی باتوں کو آپ کے

علم کی گہرائی نے ڈھانپ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ سے درگزر فرمائیں، میں نے آپ جیسی شخصیت نہیں دیکھی، اور ہر ایک پر ان کے اقوال میں مواخذہ کیا جاسکتا ہے، تو آپ بھی انہی میں سے ایک ہیں۔‘‘

۵- ہر طبقہ کا آغاز کرتے ہوئے اس میں ذکر کردہ حفاظ کی تعداد ذکر کرنے کا اہتمام کرنا۔

۶- کتاب میں صاحبِ ترجمہ ’’حفاظ‘‘ کی مرویات کے لیے متعلقہ کتاب کے حوالہ کے لیے درج ذیل رموز مقرر ہیں:

صحیح بخاری (خ)، صحیح مسلم (م)، سنن ابی داود (د)، سنن نسائی (س)، سنن ترمذی (ت)، سنن ابن ماجہ (ق) سنن اربعہ (۴)، اُمہاتِ کتبِ ستہ (ع)۔

۷- حافظ کے تذکرہ میں ان کا نام، والد کا نام، کنیت کا ذکر، نیز نسب نامہ اور علمی القابات کا ذکر کرتے ہیں۔

۸- ان کی تاریخ، سنِ ولادت اور وفات کا ذکر کرتے ہیں۔

۹- اس ضمن میں مشہور و معروف اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

۱۰- اگر کسی حافظ کی کوئی روایت کتبِ ستہ میں ہو، تو اس کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں، لیکن اس کے لیے ایک علامت مخصوص ہے، (جس کا سابق میں ذکر ہو چکا)، جس سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۱- اگر ان کے بارے میں واقعات یا مدحیہ کلمات کسی امام یا مشہور اہلِ علم سے منقول ہوں، تو اسے بھی زیرِ قرطاس لاتے ہیں۔

۱۲- اس کے علاوہ اگر ان کی کوئی روایت امام ذہبیؒ تک متصل ہو، تو اس کو سند کے ساتھ بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

۱۳- اگر کسی مشہور شخصیت کا اس طبقہ میں انتقال ہوا ہو تو اسے بھی سپردِ قلم کرتے ہیں۔

۱۴- صاحبِ ترجمہ کا فقہی مسلک بھی واضح کرتے ہیں۔

۱۵- آپؒ بہت سے حفاظ کے تذکرہ کے ذیل میں ان کے خوفِ خداوندی اور خشیت کے قصص نقل کرتے ہوئے پڑھنے والے کو گویا یہ نصیحت کرتے ہیں کہ: ’’اپنے علم کی حفاظت کے لیے تقویٰ کو ڈھال بنا دے، اور فخر و عجب میں مبتلا نہ ہو، بلکہ موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔‘‘

۱۶- حافظ ذہبیؒ نے (باوجود شافعی المسلک ہونے کے) اس کتاب کے ’’طبقۂ خامسہ‘‘ میں ائمہ اربعہ متبوعین میں سے امام ابوحنیفہؒ (م: ۱۵۰ھ) کا تذکرہ بھی پیش کیا، اور آپؒ کو حدیث کے باب میں ’’حافظ‘‘ کا لقب عنایت کیا۔ یہ ان لوگوں کے خلاف واضح دلیل ہے، جو ضعیف اور غیر مستند اقوال کا سہارا لے کر آپ کو حدیث کے باب میں ’’تہی دامنی‘‘ کا لقب دیتے ہیں، اور مشہور ائمہ علم اور اصحابِ حدیث کو بطور استشہاد پیش

کرتے ہیں، لیکن حقیقت تک پہنچنے کی سعی تک نہیں کرتے، حتیٰ کہ بسا اوقات امام اعظمؒ کی بے ادبی، توہین اور تنقیص تک پہنچ جاتے ہیں، أعاذنا الله من ذٰلك.

۱۷- حضور- صلی اللہ علیہ وسلم- اور آپ- علیہ السلام- کی احادیث کا شوق اور اس کی رغبت دلانے کے لیے ان حفاظ کے اس سے متعلق واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔

۱۸- ترجمہ کے ذیل میں صاحبِ ترجمہ کے ''علمی اسفار'' کا ذکر کرتے ہیں۔ [۱۴]

۱۹- ان حفاظ کی قلمی خدمات سے بھی تعرض کرتے ہیں۔

۲۰- حافظ ذہبیؒ نے کچھ طبقات کے آخر میں یہ اُسلوب بھی اختیار کیا کہ اسی طبقہ کے دیگر راویانِ حدیث، مشہور اہلِ علم یا حدیث سے تعلق رکھنے والوں کے اسماء، یا کسی فتنہ کا ظہور ہوا ہو تو اس کا ان کے عقائدِ فاسدہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں، [۱۵] اور اس طبقہ کے حفاظ کے زمانہ میں کن خلفاء کا زمانہ رہا، نیز ان خلفاء کے ظلم وجور، انصاف وکارہائے نمایاں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور قارئین کو قدماء محدثین کا مرتبہ سامنے لاکر ان کی شان میں ہذیان بکنے سے اجتناب کی تلقین کرتے ہیں، اور انہیں قدوہ بناکر اتباع کی ترغیب دیتے ہیں، نیز فقہاء کی آڑ لے کر محدثین کو بنظرِ حقارت دیکھنے سے احتراز برتنے جیسے عمدہ اُمور کو اُجاگر کرتے ہیں۔

۲۱- علامہ ذہبیؒ نے طبقات کے ختم ہونے کے بعد اپنے شیوخ کا بھی ضمناً تذکرہ شامل کیا، ان شیوخ کی کل تعداد ۳۶ ہے۔

حواشی وحوالہ جات

١- الدرر الكامنة لابن حجرؒ: ٣٣٦/ ٣، دار الجيل، بيروت، ١٤١٤هـ

٢-مقدمة سير أعلام النبلاء: ١٦/ ١، للشيخ بشار محمد عواد معروف، ط:مؤسسة الرسالة، طبع سادس ١٤١٠هـ

٣-البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: ٣٨/ ٢، حرف الجيم، ط:دار الكتب العلمية، طبع أول ١٤١٨هـ

٤- مقدمة سير أعلام النبلاء: ٣٥/ ١، للشيخ بشار محمد عواد معروف، ط:مؤسسة الرسالة، طبع سادس ١٤١٠هـ

٥- الرد الوافر على من زعم بأن من سمى ابن تيمية شيخ الإسلام كافرا، ابن ناصر الدين الدمشقي، (م: ٨٤٢هـ)، ص:٧٢، المكتب الإسلامي، طبع ثالث، ١٤١١هـ، زهير شاوش.

٦- الوافي بالوفيات، مؤلف:صلاح الدين خليل بن أيبك الصفدي، ١٦٥/ ٢، ترجمة محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، طبع ثاني، سن ١٤٠١هـ/ ١٩٨١ء نیز "الدررالكامنة" لابن حجرؒ ٣٣٨/ ٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ترجمة: محمد ابن أحمد الذهبي.

۷- امام ابن ماجہؒ اور علمِ حدیث، ص:۱۴۹، میر محمد کتب خانہ

٨- المعجم الوسيط: ٥٥١/ ٢، باب الطاء، ط:دار الدعوة

۹- تدريب الراوي: ۳۸۱/ ۲، م: مير محمد كراچى، طبع دوم، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء.

۱۰- ”علم طبقات المحدثين، أهميته وفوائده، المهندس أسعد سالم تيم، ص: ١٢٤، مكتبة الرشد، رياض، طبع أول ١٩٩٤ء

۱۱-نوٹ: اس کتاب کا پورا نام ”التقريب والتيسير في معرفة سنن البشير والنذير“ ہے، یہ ابوعمرو ابن الصلاح عثمان بن عبد الرحمٰن (م: ۶۴۳ھ) کی علم حدیث کے ۶۵ انواع کا احاطہ کرنے والی بے مثال کتاب ”معرفة أنواع علم الحديث“ کی ”تلخیص التلخیص“ ہے، مصنف نے اولاً ”إرشاد طلاب الحقائق“ کے نام سے تلخیص کی، اور پھر ”التقريب“ کے نام سے اس کی تلخیص فرمائی، یہ دونوں ساتویں صدی کے مشہور شافعی المسلک عالم ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین النووی الدمشقی (م: ۶۷۶ھ) کے قلم سے منصۂ شہود پر آئی ہیں، جبکہ اس کی تفصیلی شرح ”تدريب الراوي“ جدید طباعت کے ساتھ حال ہی میں عالمِ عرب کے مشہور عالم ومحقق اور نقاد ”علامہ عبدالفتاح ابوغدہؒ“ (۱۴۱۷ھ) کے علمی جانشین ”شیخ محمد عوامہ -حفظہ اللہ تعالیٰ- کی مایہ ناز تحقیق وتعلیق (جس میں خصوصاً فقہاءِ محدثین کے اصولیین کو بھی بیان کیا گیا ہے) اور آپ کے اہتمام کے ساتھ پانچ جلدوں میں مکتبہ دارالمنہاج سے مطبوع ہے۔

۱۲- مقدمة إعلاء السنن ۲۸/ ۱۹، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراچى، تحقيق شيخ عبد الفتاح أبو غدة (١٤١٧ھ)

۱۳- السراج المنير في ألقاب المحدثين، مصنف شيخ سعد فهمى بلال، ص:١٢٨، دار ابن حزم، طبع أول، ١٤١٧ھ/ ١٩٩٦ء

۱۴-اسفارِ علمیہ کی علت یہ ہے کہ سلفِ صالحین کے ہاں طلبِ علم کے لیے سفر کرنا، اپنے گھر بار چھوڑ کر دور دراز زرِ کثیر خرچ کرکے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے جانا مستحسن سمجھا جاتا تھا، بلکہ اس پر مستزاد حافظ خطیب بغدادیؒ (م: ۴۶۳ھ) کی علمِ حدیث حاصل کرنے کے لیے اسفار کرنے والے اہلِ علم کے تذکرہ پر مشتمل کتاب ”الرحلة في طلب الحديث“ مستقل تصنیف ہے، جسے بے حد سراہا گیا ہے۔

۱۵-مثلاً طبقۂ رابعہ کے آخر میں بصرہ میں اُٹھنے والے فرقہ قدریہ اور معتزلہ کا ذکر کیا، ان کے قرآن وحدیث سے متصادم عقائد بھی بیان کیے۔ طبقۂ سادسہ کے آخر میں شیعیت ورافضیت کے طلوع ہونے اور اس کے سبب کو بیان کیا۔